© rasailojaraid.com

محمد شفیق ربانی توحید آبادی
متعلم جامعہ سلفیہ فیصل آباد

صحابی رسول ﷺ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا نام اسلام قبول کرنے سے پہلے ''مابہ'' تھا اور والد کا نام بوذخشان تھا۔ جو اصفہان کی ایک مشہور و معروف ''جی'' نامی بستی کا سردار اور جاگیردار تھا۔ یہ اپنے بیٹے کے ساتھ بہت لاڈ پیار سے پیش آیا کرتا تھا۔ گھر میں اس کی پرورش اس انداز میں کرتا جیسے لڑکیوں کی کی جاتی ہے۔ شب و روز گھر کی چار دیواری میں رہنے کی تلقین کی جاتی' تاکہ باہر کی مسموم فضاء سے اسے محفوظ و مامون رکھا جائے چونکہ اس بستی کے بیشتر باشندے آتش پرست تھے' ان کے والد کی خواہش تھی کہ میرا بیٹا ایران کا مذہبی پیشوا بنے۔ آتش کدہ کو جلانے کی ذمہ داری بیٹے کو سونپ رکھی تھی۔ باپ خود بہت بڑا جاگیردار تھا۔

ایک دفعہ اپنے بیٹے کو بھیجا تو ان کے ساتھ حیرت انگیز واقعہ پیش آیا' جس نے ان کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا۔ وہ خود اس واقعہ کو بیان کرتے ہیں۔

میں اصفہان کے علاقے کا ایک فارسی النسل نوجوان تھا۔ جس بستی میں ہم رہائش پذیر تھے' وہ ''جی'' نام سے مشہور و معروف تھی۔ میرا باپ اس بستی کا سردار تھا' لیکن وہ دنیا کی ہر چیز سے زیادہ مجھ سے پیار اور محبت کرتا تھا۔ جوں جوں میری عمر بڑھتی گئی' میرے ساتھ اس کی ''مہر'' محبت بڑھتی گئی۔ مجھ کو گھر کی چار دیواری میں اس طرح بند کر دیا' جس طرح دوشیزہ کو گھر میں پابند کر دیا جاتا ہے۔

میں نے محبت کے اس قید خانہ میں مجوسیت کی تعلیم حاصل کی اور بہت جلد ہی حاصل کر لی' جس کی وجہ سے مجھے اس آگ کا نگران بنا دیا گیا جس کی ہم لوگ پوجا کرتے تھے اور اس آگ کو مسلسل جلائے رکھنا میرے فرائض میں شامل تھا۔ میں دن رات اس کو بجھنے نہ دیتا۔ وافر مقدار میں غلہ ہمارے گھر میں آتا' مال و دولت کی ریل پیل تھی۔ حتیٰ کہ ایک روز اس نے مجھ کو کھیتی میں بھیجا تو میرا گذر ایک کنیسہ کے پاس سے ہوا' جہاں عیسائی پوجا پاٹ میں مصروف تھے' میں گرجے کے اندر چلا گیا' مجھے ان کا طرزِ عبادت بہت پسند آیا' لیکن مجھ کو ان دنوں عیسائیت یا دیگر ادیان کے متعلق کچھ علم نہ تھا۔ اس لئے کہ میرا والد مجھ کو گھر سے باہر نکلنے ہی نہیں دیتا تھا۔ لیکن مجھ کو ان عیسائیوں کی عبادت بہت پسند آئی۔ میرا دل ان کی طرف راغب ہو گیا۔ میرے دل میں خیال آیا بخدا یہ طرزِ عبادت تو اس سے ہزار درجے بہتر ہے' جو ہم خیال کرتے ہیں۔ مجھے وہاں دلی سکون محسوس ہوا۔ دن بھر وہیں رہا' زرعی فارم میں جانے کا خیال ہی نہ آیا۔ میں نے اہل کنیسہ سے پوچھا تمہارے اس دین کا مرکز کہاں ہے۔ انہوں نے کہا کہ شام میں ہے۔

جب میں واپس گھر آیا تو ابا جان نے کہا بیٹا آج کا دن کیسے گزرا' فصل اور زرعی فارم کا کیا حال ہے۔ تو میں نے عرض کی کہ ابا جان آج کھیتوں کی طرف جاتے ہوئے میرا عیسائیوں کے عبادت خانہ کنیسہ کے پاس سے گذر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ عبادت کے اندر مصروف ہیں۔ مجھے ان کی عبادت کا انداز بہت پسند آیا اور سارا دن میں ان کے پاس بیٹھا رہا۔ تو ابا جان میری باتیں سن کر گھبرا گئے اور مجھ سے کہا بیٹا دیکھنا ان کے چنگل میں نہ آ جانا۔ یہ لوگ بہت خطرناک ہیں۔ لیکن جس دین میں آج تم نے دلچسپی کا اظہار کیا ہے' اس میں کوئی خیر نہیں۔ تیرے آباء و اجداد کا دین اس سے کہیں بہتر ہے اور میں نے آگے سے جواب دیا ان لوگوں کا دین' طرزِ عبادت ہمارے دین سے بہتر ہے۔ لیکن میرا باپ میری یہ باتیں سن کر بہت پریشان ہوا۔ اس کو اندیشہ ہو گیا کہ کہیں اپنے آبائی دین سے منحرف نہ ہو جائے۔ اس نے مجھ کو گھر میں قید کر دیا اور میرے پاؤں میں زنجیر ڈال دی۔

لیکن ایک دن موقعہ پاتے ہی میں نے گرجے میں یہ پیغام بھیجا کہ جب شام کی طرف جانے والا قافلہ آپ کے پاس آئے تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔ تھوڑے ہی دنوں بعد یہ قافلہ آ گیا' جس نے ملک شام جانا تھا۔ اہل کنیسہ نے مجھ کو اطلاع دی اور میں نے پاؤں کی زنجیر کو زوردار جھٹکے سے توڑ دیا اور گھر سے نکلا اور اس قافلہ کے ساتھ شامل ہو گیا اور ہم شام پہنچ گئے۔ وہاں سے میں نے دریافت کیا اس ملک میں سب سے اعلیٰ مذہبی شخصیت کون ہے۔ لوگوں نے مجھ کو بتایا کہ اس چرچ کا نگران اعلیٰ پوپ سب سے اعلیٰ شخصیت ہے اور میں اس کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی مجھ کو عیسائیت میں دلچسپی ہے۔ میری دلی تمنا ہے آپ کے پاس رہوں' آپ کے مذہب کی تعلیم حاصل کروں اور آپ کی رہنمائی میں عبادت کروں۔ میری باتیں سن کر اس نے اپنے پاس رہنے کی اجازت دے دی۔ میں نے جی بھر کر اس کی خدمت کی۔

لیکن تھوڑے ہی عرصے بعد مجھے معلوم ہو گیا کہ اس مذہبی پیشوا کا کردار درست نہیں ہے۔ یہ لوگوں کا سارا مال خود ہڑپ کر جاتا۔ فقراء و مساکین کو اس میں سے کچھ نہ دیتا۔ اس طرح اس نے سات مٹکے سونے اور چاندی کے بھرے ہیں۔ لیکن جب میں نے اس کی یہ حرکات دیکھیں تو مجھ کو یہ شخص بہت برا لگا۔ لیکن چند ہی دنوں کے بعد موت نے اس کو دبوچ لیا۔ چند دن گذرنے کے بعد لوگوں نے ایک دوسرے شخص کو اپنا مذہبی رہنما منتخب کر لیا۔ میں نے اس سے تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی اور اس کی خدمت کو اپنے لئے سعادت سمجھنے لگا۔ وہ بہت ہی نیک انسان تھا۔ اللہ کا خوف رکھنے والا شخص تھا۔ اس کے یہ اوصاف دیکھ کر مجھ کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بہت عقیدت ہوگئی۔

جب اس کی موت کا وقت آیا تو میں نے روتے ہوئے اس سے پوچھا حضرت اب میں کہاں جاؤں' میرے لئے کیا حکم ہے۔ میں کس سے تعلیم حاصل کروں۔ اس نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے کہا بیٹا موصل میں فلاں شخص کے پاس چلے جانا اور اس کو اپنا استاد بنا لینا اور اس میں تمام خوبیاں پائی جاتی ہیں' جو تم چاہتے ہو۔

اس کی بات سن کر میں موصل کی طرف روانہ ہو گیا اور اس شخص سے ملاقات کی جس کے بارے میں مجھ کو بتایا گیا تھا۔ میں نے اپنا تعارف کرانے کے بعد عرض کیا کہ مجھ کو میرے استاد محترم سرزمین شام کے استقف اعظم فوت ہونے سے پہلے یہ وصیت کی تھی کہ میں آپ کی خدمت میں حاضری دوں اور آپ سے مذہبی تعلیم حاصل کرلوں اور وہ میری باتوں سے متاثر ہوا اور میرے دلی جذبات کی قدر کرتے ہوئے مجھ کو اپنی شاگردی کیلئے قبول کیا۔

میں نے اپنے استاد کو اخلاقی اعتبار سے بہت بہتر پایا۔ یہ بھی بڑا نیک اور عابد انسان تھا۔ تھوڑے ہی عرصے بعد اس کا بھی آخری وقت آ گیا۔ جب اس کی جان لبوں پر آئی تو میں نے انتہائی افسردہ انداز میں عرض کی حضرت آپ جانتے ہیں کہ میں کس نیت سے گھر سے نکلا ہوں۔ کیوں میں نے ناز و نعم کی زندگی کو خیر باد کہا ہے......؟ کیوں میں نے پھولوں کی سیج چھوڑ کر خاردار وادی میں قدم رکھا ہے......؟ حضور اب میرے لئے کیا حکم ہے۔ میں کدھر جاؤں......؟ کہاں کا رخ کروں......؟ کسے اپنا رہنما بناؤں......؟ کس سے مذہبی تعلیم حاصل کروں......؟

اس نے میری معصومانہ حالت دیکھ کر کپکپاتے ہونٹوں اور لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے ارشاد فرمایا بیٹا نصیبین نامی بستی میں فلاں شخص کے پاس چلے جاؤ وہ ہمارا طرز عمل اپنائے ہوئے ہیں اور میں اس کے پاس چلا گیا۔ اس سے اپنا تعارف کروانے کے بعد میں نے سارا واقعہ اس کو سنا دیا۔ اس نے مجھ کو اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ یہ بھی بہت نیک انسان تھا اور اللہ کا بندہ تھا۔ لیکن اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اسے بھی اجل نے زیادہ مہلت نہ دی۔ اس نے مجھ کو دوسرے استاد کی طرف بھیجا کہ عموریہ بستی میں فلاں شخص کے پاس چلے جانا' وہ ہمارے نقش قدم پر گامزن ہے۔

اس کے بعد میں نے عموریہ بستی کا رخ کیا اور اپنے استاد سے ملا۔ اس سے تعارف کروانے کے بعد اس نے مجھ کو حصول علم کی خدمت کیلئے اپنے پاس رکھ لیا۔ لیکن وہ بھی زیادہ عرصہ زندہ نہ رہ سکا اور وہاں میں نے تعلیم کے ساتھ تجارت شروع کر دی۔ جس میں بڑی برکت ہوئی۔ میرے پاس مویشیوں کی بہتات ہو گئی۔ لیکن استاد نے مرتے وقت مجھ سے کہا کہ اب علم سکھانے والا کوئی نہیں رہا بلکہ سرزمین عرب میں ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے' جو دین ابراہیمی لے کر آئے گا پھر وہ اپنے آبائی وطن سے ایسے علاقے کی طرف ہجرت کرے گا جہاں سیاہ خشک پتھروں کے درمیان کھجوروں کے باغات ہوں گے' اس کی نمایاں علامت یہ ہوگی کہ صدقہ قطعاً نہیں کھائے گا البتہ ہدیہ قبول کرے گا۔ البتہ اس کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہو گی۔ اگر آپ وہاں جانے کی استطاعت رکھتے ہو تو وہاں پہنچ کر ان کی زیارت سے مستفید ہونا۔ اس مذہبی راہنما کی وفات کے بعد میں بہت عرصہ عموریہ بستی میں رہا۔

ایک دفعہ بنو کلب کے تاجر یہاں سے گزرے' میں نے ان سے کہا اگر تم مجھ کو اپنے ساتھ لے چلو تو میں اپنے مال و دولت تم کو دے دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم کو منظور ہے۔ میں نے سارا مال ان کو دے دیا۔ جب ہم وادی القریٰ میں پہنچے تو انہوں نے میرے ساتھ دھوکہ کیا' مجھ کو ایک یہودی کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ مجھ کو مجبوراً اس کی غلامی میں رہنا پڑا' لیکن اس کے بعد بنو قریظہ میں سے اس کا چچازاد بھائی ملنے آیا اور اس نے مجھے خرید لیا اور اپنے ساتھ یثرب لے گیا۔ وہاں میں نے کھجوروں کے دو باغات دیکھے جو عموریہ کے پادری نے مجھے بتائے تھے۔ میں نے دل میں سوچ لیا کہ یہی میری آخری منزل ہے۔ میں یہاں غلامی کے دن گذارنے لگا۔ دن بھر کام کرتا رہا' زندہ رہنے کیلئے دو وقت کا تھوڑا سا کھانا مل جاتا وہ کھا کر اللہ کا شکر بجا لاتا۔ یونہی میری زندگی کے دن گزرنے لگے۔

مگر ان دنوں رسول اقدس ﷺ کا ظہور ہو چکا تھا۔ آپ مکہ معظمہ میں اپنی قوم کو دین اسلام کی دعوت دینے میں مصروف تھے لیکن حضرت سلمان غلامی کی وجہ سے زیادہ معلومات حاصل نہ کر سکے۔

تھوڑے ہی عرصے بعد رسول اقدس ﷺ نے ہجرت کر کے یثرب پہنچ گئے۔ میں اس وقت کھجور کے درخت سے پھل اتار رہا تھا اور میرا آقا درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ اس کا چچازاد بھائی دوڑتا ہوا آیا' اس کا سانس پھولا ہوا تھا اور اس کو بات کرنے میں دشواری محسوس ہو رہی تھی۔ وہ گھبرایا ہوا تھا' اکھڑے ہوئے لہجے میں کہنے لگا بنو قبیلہ تباہ و برباد ہو جائیں وہ آج وادی قباء میں اس شخص کا استقبال کر رہے ہیں' جو مکہ سے ہجرت کر کے آ رہا ہے اور ساتھ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نبی ہوں۔

جب حضرت سلمان نے یہ بات سنی اس وقت درخت کی چوٹی پر تھے تو آپ کے جسم میں کپکپی طاری ہو گئی اور ان کو خطرہ ہوا کہ کہیں نیچے ہی نہ گر جاؤں اور وہ جلدی نیچے اترے تو اس آدمی سے سوال کرتے ہیں کہ مجھ کو اللہ کیلئے دوبارہ بتا دیں۔ ان کی حالت دیکھ کر ان کے مالک کو غصہ آیا اور اس نے ان پر گھونسوں کی بوچھاڑ کر دی اور بڑبڑاتے ہوئے کہنے لگا' تجھے اس معاملے سے کیا تعلق اپنا کام کر۔

لیکن شام کے وقت میں نے اپنے کام سے فارغ ہو کر کھجوروں کا تھیلہ بغل میں لیا اور تلاش کرتے ہوئے وہاں پہنچ گیا جہاں حضور تشریف فرما تھے۔ اجازت لے کر میں اندر گیا۔ آپ کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا اور عرض کی مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ ایک لمبا سفر طے کر کے یہاں پہنچے ہیں اور آپ کے ہمراہ کچھ ساتھی بھی ہیں۔ میرے پاس صدقہ کی کھجوریں ہیں' یہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ نے وہ کھجوریں لیں اور اپنے ساتھیوں سے ارشاد فرمایا یہ کھاؤ اور اپنا ہاتھ روکے رکھا۔ آپ نے اس سے کوئی کھجور نہ کھائی اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ ایک نشانی پوری ہوگئی۔

دوسرے دن پھر میں کھجوریں لے کر گیا اور آپ کو پیش کی اور عرض کی کہ یہ میری طرف سے تحفہ ہے۔ آپ نے لے لی اور خود بھی کھائی اور صحابہ کو بھی دیں۔ میرے دل میں خیال آیا کہ دوسری نشانی پوری ہوگئی۔

اور ایک دفعہ میں حاضر ہوا اس وقت آپ جنت البقیع میں تھے۔ ایک صحابی کی تدفین کیلئے وہاں تشریف فرما تھے۔ آپ نے دو چادریں زیب تن کی ہوئی تھیں۔ میں نے سلام عرض کی۔ میں آپ کے شانے پر مہر نبوت دیکھنے کی کوشش میں تھا۔ جس کے بارے میں مجھ کو عموریہ کے پادری نے بتایا تھا تو آپ ﷺ نے میری طرف دیکھا اور آپ ﷺ نے اندازہ لگایا میں کیا چاہتا ہوں۔ آپ نے اپنی چادر کندھوں سے نیچے سرکا دی۔ میں نے مہر نبوت دیکھی اور پہچان گیا میں نے اس کو چومنے کیلئے قدم بڑھایا اور زاروقطار رونا شروع کر دیا۔ رسول اقدس ﷺ نے میری یہ حالت دیکھی تو شفقت بھرے انداز میں مجھے تھپکی دی اور اپنے پاس بٹھا کر پوچھا کیا بات ہے......؟ کیوں روتے ہو......؟

میں نے اپنی درد بھری داستان سنائی۔ آپ نے پوری روئیداد بڑے غور سے سنی اور دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ان ساتھیوں کو بھی یہ داستان سنائیں اور میں نے پوری تفصیل کے ساتھ اپنی آپ بیتی ان کے سامنے پیش کی، تو وہ سن کر بہت خوش ہوئے اور سب نے مجھے مبارکباد دیتے ہوئے کہا خوش ہو جاؤ کہ تم نے اپنی منزل کو پالیا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی لیکن غلامی کا طوق گردن میں تھا، جس کی وجہ سے دینی خدمت سرانجام دینے میں دشواری ہوتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آزادی کیلئے اپنے آقا سے بات کرو۔ وہ تین سو کھجور کے درخت اور چالیس اوقیہ سونے کی وصولی پر آزادی دینے کیلئے تیار ہوگیا۔

صحابہ نے اپنے بھائی کی بڑی مدد کی، دیکھتے ہی دیکھتے تین سو درخت کھجور کا اہتمام ہوگیا۔ آپ نے اپنے مالک کو دے کر آزادی حاصل کر لی اور آزادی کے بعد حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں رہنے لگے۔ آپ نے ابودرداء رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی دینی مواخاۃ کروادی اور بدر واحد کے غزوات حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے دور غلامی میں گزر چکے تھے۔ آزادی کے بعد پہلا غزوہ احزاب پیش آیا۔ آپ نے مدینہ کے دفاع کیلئے تجویز پیش کی کہ خندق کھود دی جائے جو دربار رسالت میں پسند آئی۔ اور خندق کھودی گئی اور اس کھدائی میں حضور ﷺ نے خود شرکت کی۔ دفاع کا یہ انداز تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا اور دشمن اس چیز کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ مدمقابل لشکر کا سپہ سالا ابوسفیان خندق دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گیا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایران کی فتوحات میں بھرپور حصہ لیا، چونکہ خود بھی ایرانی تھے، اس لئے انہوں نے مقامی باشندوں کو ان کی زبان میں اسلام کی اہمیت سے روشناس کرایا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو مدائن کا گورنر نامزد کیا گیا۔ اس دور میں مالی فراوانی میسر آئی، لیکن انہوں نے اپنا طرزِ معاشرت نہیں بدلا، بدستور سادگی کو اپنائے رکھا۔ پوری زندگی انہوں نے لمبا اور اونچا پائجامہ پہننے کو اپنا معمول بنائے رکھا، جو کچھ مال آتا وہ غریبوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ آپ کو جو وظیفہ ملتا اسے مستحقین میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ علماء کے بڑے قدردان تھے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور نے ارشاد فرمایا تھا اگر دین ثریا پر بھی ہوتا تو اہل فارس میں سے ایک شخص اسے وہاں سے بھی اتار لاتا اور اس سے آپ کی مراد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بیمار ہوئے۔ طبیعت مسلسل ناساز رہنے لگی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تیمارداری کیلئے تشریف لائے۔ انہیں اپنے سامنے دیکھتے ہی زاروقطار رونا شروع کر دیا۔ حضرت سعد نے دلاسہ دیتے ہوئے کہا آپ روتے کیوں ہیں۔ آپ بڑے خوش نصیب ہیں کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ پر خوش تھے۔ حوضِ کوثر پر آپ ان کی زیارت کی سعادت حاصل کریں گے۔ آخرت میں جنت الفردوس آپ کا مقام ہے۔ یہ تسلی بخش باتیں سن کر فرمانے لگے مجھے دنیا سے جانے کا غم نہیں، یہاں تو آتا ہی انسان جانے کیلئے ہے۔ میرے دل میں دنیا کی ذرا برابر بھی حرص نہیں ہے۔ مجھے صرف اس بات کا اندیشہ لاحق ہے کہ ہمارے پاس دنیا کے مال ومتاع اور ساز وسامان کا آخرت میں حساب مانگ لیا گیا، ہم کیا جواب دیں گے۔ ہمیں یہ دنیا ایک مسافر کی طرح بسر کرنا چاہئے تھی، لیکن ہم یہاں دل لگا بیٹھے۔

حضر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔ آپ نے فرمایا ہر حالت میں اپنے اللہ کو یاد رکھنا یہ دنیا وآخرت میں کامیابی کی کلید ہے۔

جب زندگی کے آخری لمحات محسوس ہوئے تو اپنی بیوی کو کستوری کی تھیلی لانے کا حکم دیا وہ پانی میں ملا کر گرد ونواح میں چھڑکائی گئی، جس سے فضا معطر ہوگئی۔ تیمارداری کیلئے آنے والوں کا جھمگٹا دیکھا تو سبھی کو الوداعی سلام کہتے ہوئے اپنے پاس سے چلے جانے کا حکم دیا۔ لوگ قدرے پیچھے ہٹے ہی تھے کہ روح قفص عنصری سے پرواز کر گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

وہ بھرپور زندگی بسر کرتے ہوئے راضی خوشی جنت الفردوس کے سفر پر روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

© rasailojaraid.com